مشعلِ نور

مَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ

ادیم نقوی

یہ کتاب سکین کے لئے چوہدری محمد خان صاحب
(آف راماں) نے عطا فرمائی تھی
امام زمانہ عج انکی توفیقات خیر میں مزید اضافہ فرمائیں ..
آمین

عرضِ مصنّف

☆۔ احادیث میں وارد ہے کہ معرفت کا ایک آنسو' بغیر معرفت کے ہزار برس کے رونے سے' بہتر ہے۔

☆۔ معرفت کا رونا کیا ہے؟ اور جنت کس طرح واجب ہوتی ہے؟۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم کیجئے۔

☆۔ اس میں عقل اور فلسفہ سے بکا علی الحسینؑ پر وجوبِ جنت کا ناقابلِ تردید ثبوت ملے گا۔

☆۔ اس میں جہاں جہاں شعور کا ذکر ہے وہاں فکر و تدبّر سے کام لیتے ہوئے یہ تجزیہ فرمائیں کہ آپ کے نفس کے اندر کیا کیفیت پیدا ہوئی؟

☆۔ اور آخر میں عرض ہے کہ اس دردانگیز نظم میں نور مستور ہے۔ غور و خوض کے ساتھ بہ تکرار پڑھنے سے ہر بار ایک نیا احساس شعور میں آئے گا اور اس طرح روزانہ تلاوت کرتے رہنے سے نورِ حقیقت سے قلب منوّر ہو جائے گا' انشااللہ۔

خادمِ خدامِ اہل البیتؑ

ادیم نقوی

یا حسینؑ

اے حسینؑ ابنِ علیؑ دوشِ پیمبرؐ کے مکیں ! (۱) تو ہی لاریب ہے انگشتر خاتم کا نگیں
تیری ڈیوڑھی پہ ملک ٹیکتے ہیں اپنی جبیں تیری اُلفت سے منوّر ہے فلک اور زمیں

دِل میں جس شخص کے اُلفت تری پیدا ہو جائے
اُس پہ خلاق ازل آپ ہی شیدا ہوجائے

تیری اُلفت ہے رَسولؐ عربی کی اُلفت (۲) ہے محبّت تری خالق کے ولیؑ کی اُلفت
اور وِلا تیری شہا بنت نبیؐ کی اُلفت تیری اُلفت ہے حسنؑ ابنِ علیؑ کی اُلفت

ساری مخلوق کی اُلفت ہے تمہاری اُلفت
آپ اللہ کو ہے آپ کی پیاری اُلفت

اُلفتِ دلبرِ زہراؑ بھی عجب نعمت ہے (۳) ساری مخلوق پہ اللہ کی وہ رحمت ہے
روحِ ایمان ہے وہ ہی سببِ خِلقت ہے جس کو حاصل ہو اُسے خلق پہ بھی قدرت ہے

اُس کی اُلفت سے جو دل کوئی منوّر ہو جائے
منتشر خواہش ، جذبات کا لشکر ہو جائے

اَے حسینؑ ابنِ علیؑ میں تری اُلفت کے نثار (۴) اَے خدائی کے ولی تیری محبّت کے نثار
تیری اولاد کے قرباں تری عترت کے نثار تیری مظلومی کے صدقے تری غربت کے نثار

بحر و بر سارے تری پیاس پہ قرباں مولاؑ
تجھ پہ صدقے ہوں دو عالم مرے ذیشاں مولاؑ

ل نہیں اس میں کہ ہے مالکِ کونین حسینؑ (۵) عرش ٹکڑے ہو جو ہو خلق میں بیچون حسینؑ
س اللہ ہے معبود کی ہے عین حسینؑ خود خدا مانگتا ہے تم سے وہ ہے دَین حسینؑ

ساری مخلوق سے اللہ کو پیارا ہے حسینؑ
بخششِ اُمّتِ عاصی کا سہارا ہے حسینؑ

کون پہچانتا ہے خلق میں، ہے کون حسینؑ (۶) قدرت اللہ ہے، اللہ کی ہے عون حسینؑ
جس کے بندے ہیں برُیروَ ہب وجون، حسینؑ صبغۃ اللہ ہے، اللہ کا ہے لون حسینؑ

اُس کے بندوں کی جو خاکِ کفِ پا مل جائے
ایسے بندے کو تو واللہ خدا مِل جائے

آپ فرماتا ہے اس طرح سے ربِّ اکبر (۷) میں بھی چاہوں گا اُسے جو مجھے چاہے گا بشر
میں نے چاہا جسے اُس کے کئے ٹکڑے یکسر یعنی مخلوق کے ہاتھوں سے وہ ہوگا بے سر

اِس طرح قتل جو ہو اُس کی ہی قسمت میں ہوں
ایسے بندے کے لئے خون کی قیمت میں ہوں

ساری دنیا کا ہمیشہ یہی دستور رہا (۸) اور یہی حکم ہے ہر دین کا ہر ملّت کا
کر لیا جاتا ہے مقتول کے خوں کا بدلا طالبِ خون کو ہوتی ہے رقم نقد عطا

خوں بہا وارثِ میّت ہی سدا پاتے ہیں
اپنے مصرف میں جہاں چاہتے ہیں لاتے ہیں

جب خدا کہتا ہے میں خون بہا ہوں اس کا (۹) سوچ لو غور کرو اب کہ خدا کس کا ہوا
باپ کا خوں بہا بیٹے ہی کو ملتا ہے سدا کون ہے کہدے کوئی وارث شاہِ شہدا

غور کرنے کی ہے جا شک ہمیں کیونکر ہوتا
سب کے معبود کا وارث ہے علیؑ کا پوتا

واقعی شہ نے بڑا خلق پہ احسان کیا (۱۰) کام کچھ اس نے فزوں از حدِ امکان کیا
بھانجوں، بیٹوں، بھتیجوں کو جو قربان کیا شرک زائل کیا روشن دلِ ایمان کیا
مقصدِ فدیۂ حق آہ نہ سمجھا ہم نے
کشتیِ نفس کو افسوس ڈبویا ہم نے

تیری اُلفت کا شہا ہم بھی ہیں دعوئ کرتے (۱۱) ہم بھی ہیں تیری محبت کا سدا دم بھرتے
کہتے ہیں روز اگر ہوتے تو ہم بھی مرتے تیرے قدموں پہ فدا جان کو ہم بھی کرتے
قطرہ ساں بحر میں ہم تیرے فنا ہوجاتے
ہم بھی اللہ کے پیاروں کی دُعا ہو جاتے

کون بتلائے حقیقت ہے ہمارا دعوئ (۱۲) یا کہ اک مکر ہے اس نفس کا سارا دعوئ
قلب کو دیتا ہے تسکیں جو ہمارا دعوئ اس لئے جان سے بھی زیادہ ہے پیارا دعوئ
گر ہوا جُھوٹ ہلاکت ابدی پائیں گے
اور ہمیشہ کے لئے سُوئے سقر جائیں گے

اس کی حد بھی ہے کوئی کیسی بڑھی ہے غفلت (۱۳) ہے یقیں نفس کو بس مل گی مجھ کو جنت
عادتِ نفس ہے اور اس کی یہی ہے فطرت اپنی شے لینے میں کرتا ہے نہایت عجلت
پوچھنا چاہئے اس سے ذرا یہ تو بتلا
اُس کے لینے کی کبھی کیوں نہیں کوشش کرتا

جنّتی ہونے کا غیروں کو جو دیتا ہے ثبوت (۱۴) کیوں نہیں کرتا دعا کیوں نہیں پڑھتا یہ قنوت
جلد ہو موت کہیں جلد ملے غسل و حنوط جلد دیدے مری جنت مجھے اے ربّ بیوت
گر نہ ہو اس کو تڑپ جان لو بس جھوٹا ہے
اس کا دعوئ جو ہے خود اپنے لئے دھوکا ہے

اس سے پوچھو تو ذرا من کہہ ہے کہ نہیں (۱۵) سچ بتا موت کا تھوڑا سا یقیں ہے کہ نہیں
بعد مرنے کے کوئی تیری زمیں ہے کہ نہیں ملک تیری کوئی عقبیٰ میں لعیں ہے کہ نہیں

کوئی گھر تو نے وہاں اپنا بنا رکھا ہے
خوابِ غفلت میں جو تو چین سے یاں سوتا ہے

کس لئے جال یہ پھیلایا ہے تو نے کمبخت (۱۶) کس لئے اپنے تئیں دیتا ہے دھوکا بد بخت
زندگانی یہاں کٹ جائیگی ہو سہل کہ سخت پردہ اُٹھ جائیگا تب آنکھ کھُلے گی یکلخت

کیوں نہیں فکرِ حیاتِ ابدی کرتا ہے
جو فنا ہوئیگی کیوں اس کے لئے مرتا ہے

ہائے افسوس یہ کیسی ہے ہماری غفلت (۱۷) کس لئے ہوگئی ہے نفس پہ طاری غفلت
ہے سبب مکر کا اس نفس کے ساری غفلت ہم کو پہنچائے نہ دوزخ میں ہماری غفلت

دعویٰ نفس کو خود اس کی خباثت سمجھو
چند لمحے جو ہیں فرصت کے غنیمت سمجھو

کیا سمجھتے ہو شفاعت کو ہے کیسی بخشش (۱۸) جیسی تم سمجھے ہو ہر گز نہیں ویسی بخشش
میں سناؤں تمھیں واللہ ہے جیسی بخشش فیض ہے عام ہے اللہ کی ایسی بخشش

پر جو چاہے گا یہاں وہ ہی وہاں پائیگا
جو یہاں بوئیگا وہ کاٹ کے واں کھائیگا

دیکھو قرآن میں فرماتا ہے ربِّ اکبر (۱۹) مجھ سے جو چاہے ہدایت کوئی دنیا میں بشر
جس کو رغبت ہو جو لینے کے لئے ہو مضطر جو بھی چاہے گا اسے نور میں دوں گا یکسر

جس کو خواہش نہ ہوئی اسکا بُرا ہے انجام
اسی غفلت سے وہ محشر میں رہیگا ناکام

نور وہ کیا ہے جو ایمان سے ملتا ہے سُنو (۲۰) وہ خدا کی ہے محبت وہ یہ کہتا ہے سُنو
اور اللہ کی حُب اصل میں وہ کیا ہے سُنو ہے وہ حُبِ نبویؐ کچھ نہیں بیجا ہے سُنو

آلِ احمدؐ کی محبت ہے نبیؐ کی اُلفت
گویا اللہ کی حُب کیا ہے علیؑ کی اُلفت

ہاں مگر حُبِ علیؑ کا ہمیں دعویٰ ہے بہت (۲۱) حُبِ آلِ نبویؐ کا ہمیں دعویٰ ہے بہت
اُلفتِ بنتِ نبیؐ کا ہمیں دعویٰ ہے بہت اُلفتِ ابنِ علیؑ کا ہمیں دعویٰ ہے بہت

یہ تو ہے حُبِ رسولؐ دوسرا کا دعویٰ
گویا دعویٰ ہے یہ سب حُبِ خدا کا دعویٰ

ہوتی ہے حُبِ خدا ہی سے تو جنّت واجب (۲۲) جس کو وہ مل گئی اس پر ہوئی نعمت واجب
وصل واجب ہوا اور ہو گئی وحدت واجب یعنی اللہ کی بس ہو گئی رحمت واجب

جس کو مل جائے حسینؑ ابنِ علیؑ کی اُلفت
جان لو مل گئی دنیا ہی میں اس کو جنّت

جس کو مل جائیگی جنّت تو وہ تڑپے گا ضرور (۲۳) اضطراری کا ہی بس نفس پہ ہو یگا وفور
نفس سے پوچھیگا جب کیوں تجھے کیا ہے منظور وہ کہیگا یہی جانا شہہِ والا کے حضور

جس طرح ہو سکے مولاؑ کی حضوری مل جائے
نار سے نکلوں کہیں جلد وہ نوری مل جائے

نور اللہ کا ہے غیب میں مستور ہوا (۲۴) وہی احمدؐ، وہی حیدرؑ ہے، وہی ہے زہراؑ
وہی مسمومِ جفاؑ وہ ہی شہِ کرب و بلا چودہ معصومؑ کے انوار کا مظہر وہ بنا

اس سے اُلفت نہ ہو تو جھوٹ ہے سب کی اُلفت
اسی بندے کی محبت تو ہے رَب کی اُلفت

اب میں بتلاؤں تمھیں اس کی محبت کیا ہے (۲۵) ہوش میں آؤ ذرا سمجھو کہ جنت کیا ہے
دینِ اسلام ہے کیا دین کی اُلفت کیا ہے اور مخلوق پہ اللہ کی رحمت کیا ہے
پہلے کچھ نفس کا احوال بیاں ہو جائے
اُس کو سُن لو تو سبھی تم پہ عیاں ہو جائے

اپنی حالت سنو اور نفس کا احوال سنو (۲۶) کیا ہے دنیائے دنی کیا ہے یہ جنجال سنو
اس کی فطرت سنو اللہ کے اقوال سنو بس چمک اُٹھے گا ہر ذرۂ مثقال سنو
نفس کے مکر کی ہاں علت غائی کیا ہے
لاشعوری کے یہ پردوں میں چھپا بیٹھا ہے

نفسِ انسان کی اب پہلے سمجھ لو فطرت (۲۷) اس میں شہوات ہیں جذبات ہیں سُن لو حکمت
ناگواری بھی محبت بھی ہے اور ہے نفرت غم وغصہ بھی خوشی بھی ہے اور اس میں حسرت
کبر ونخوت بھی ہیں اور عجز بھی واں شامل ہے
اور ہمدردی بھی جذبات میں اِک داخل ہے

خود بخود چاہ جو ہو نفس کے اندر پیدا (۲۸) لفظِ خواہش سے اسے کرتے ہیں ظاہر ہر جا
مثلاً پیاس ہے یا نوم کہ رغبت بہ غذا اس کو شہوات سے قرآن نے تعبیر کیا
کیف خارج کے جو احساس سے دل پر آئے
اس کو جذبہ کہیں قرآں میں ہوئی کہلائے

فرق شہوات و ہوئی کا بھی سنیں پہلے ہم (۲۹) مال و اولاد کی ہر نفس میں ہے چاہ بہم
جب تک اولاد نہیں اور ہے بالکل بے غم مال جبتک نہ ہوا خلق میں اس کا ہمدم
ہے جو اس وقت انھیں چیزوں کی خواہش سمجھیں
بلکہ شہوت ہے ہر اک ایسی ہی خواہش سمجھیں

جبکہ ہوں مال کہ اولاد بظاہر موجود (۳۰) اور تنہائی بھی عورت سے ہوئی ہو مفقود
الغرض زینتِ دنیا جو نہیں ہے محدود ساری وہ چیزیں جو اِس نفس کو کردیں مردود

جب وہ موجود ہوں تب ان کی محبت ہے ہوئی
اب بھی سمجھے کہ ہے بس ایسی ہی خواہش جذبہ

سارے جذبات میں عورت کی محبت بھی ہے (۳۱) حُبِّ دنیا بھی ہے اور مال کی چاہت بھی ہے
مَوت سے خوف بھی ہے جینے کی رغبت بھی ہے اور اولاد کی خواہش کی محبت بھی ہے

رہوں دنیا میں سدا اس کو یہی خواہش ہے
عیش اور زینتِ دنیا کی بڑی خواہش ہے

ذائقہ دار غذا اس کو نہایت ہے پسند (۳۲) اور مرغوب ہیں اس کو جو ہوں ایوان بلند
عمدہ گھوڑے ہوں سجے ان پہ لگے سینہ بند اپنی خواہش کے مخالف نہیں سنتا کوئی پند

مِلک و املاک بھی پیارے ہیں تجارت پیاری
ہے ہر اک چیز جو ہو باعثِ زینت پیاری

مستقل فائدے کی جس سے بھی ہوگی اُمید (۳۳) بسکہ محبوب ہی ہوئے گی اِسے اُس کی دید
کوئی اُمید جو پوری ہو تو اس کو ہو عید زن و فرزند سے پاتا ہے سدا حظِّ شدید

الغرض جس کو بھی اپنا یہ سمجھ لیتا ہے
اُس کا نقصان اِسے رنج و الم دیتا ہے

چیز ہو جائیگی جو "میرے" میں اس کے داخل (۳۴) اس کو محبوب ہو حق ہو وے وَیا ہو باطل
'میرا مذہب' ہے اسی طرح سے اس میں شامل ہوگا پیارا اُسے 'مذہب سے ہو چاہے غافل

اپنے مذہب پہ بہت جان فدا کرتا ہے
سخت جاہل بھی ہو مذہب کے لئے مرتا ہے

باپ کی ماں کی عزیزوں کی محبت اسمیں (۳۵) اچھی پوشاک کی احباب کی اُلفت اسمیں
رقّتِ قلب بھی ہے ساتھ شقاوت اسمیں عدل بھی اس میں کرم اس میں عداوت اسمیں
حسد و بغض و ترحّم بھی ہیں، شخصیت ہے
ہے جو سب چیزوں سے بالا وہ انانیت ہے

یعنی میں سب سے بڑا میں ہی ہوں سب سے اچھا (۳۶) مجھ کو اچھا کہے اور سمجھے بھی اچھا دُنیا
میں بڑا بن کے رہوں میں رہوں برتر بالا جو میں چاہوں سو کروں جو کہوں فوراً ہو جا
جب یہ ممکن نہ ہو پھر اسکو تڑپ ہوتی ہے
ایسی ہستی کی اسے پھر تو طلب ہوتی ہے

پہلے پہلے تو سمجھتا ہے کہ ماں باپ ہیں وہ (۳۷) پھر بتدریج سمجھتا ہے فقط باپ ہیں وہ
بڑی ہستی کوئی دیکھی تو کہا آپ ہیں وہ لاشعوری میں مگر یہ ہے کہ خود آپ ہیں وہ
الغرض ڈھونڈتا رہتا ہے سہارا کوئی
سب پہ قادر ہو جو ہو جائے ہمارا کوئی

اب جو سُن پاتا ہے بچپن میں وہ اللہ کا نام (۳۸) غور کرتا ہے سُنے جب نبیؐ اللہ کا نام
اور سُن لیتا ہے جس وقت یدؐ اللہ کا نام اس کو ہو جاتا ہے پیارا اسدؑ اللہ کا نام
نام اللہ و محمدؐ کا علیؑ کا لے کر
یوں ہی تسکین دیا کرتا ہے دل کو اکثر

غور تو کیجئے اس کو نہیں مطلق یہ شعور (۳۹) کیا ہیں اللہ و علیؑ اور نبیؐ ہے نور
لیکن آلام و مصائب کا جو ہو یگا وفور انہی ناموں کی طرف اس کی توجہ ہو ضرور
اضطراری میں اسے باعثِ تسکیں ہیں یہ نام
وہ یہی جانتا رہتا ہے کہ بس دیں یہ ہیں نام

غور اب کیجئے اس نفس کی کیا فطرت ہے (۴۰) جو بھی خواہش ہوا سے اس کی یہی عادت ہے
اُس کی تسکین یہ چاہے گا یہی فطرت ہے دُور تکلیف سے رہتا ہے یہی سنت ہے
خواہشِ عیش ہے آرام ہے مرغوب اسے
اور جس کام کا ہو "شوق" ہے مرغوب اسے

اس میں تکلیف ہر اک طرح کی لیگا یہ اُٹھا (۴۱) کچھ بھی ہو جائے مگر "شوق" کریگا پورا
ایسی باریکیوں کو کیسے سمجھتی دُنیا سب نے اس نفس کی خواہش کو ہی مذہب سمجھا
درد میں جو بھی توجہّ کا ہو مرکز اس کی
ہوئے محبوب بہت اس سے بہلتا رہے جی

نفس کی ہم اِسی خواہش کو محبت سمجھے (۴۲) خوب دھوکا رہا شہوت کو ہی اُلفت سمجھے
خواہشِ نفس کو مولاؔ کی محبت سمجھے عادتِ نفس کی تسکیں کو عبادت سمجھے
کیسے ہم جانتے یاں عقل کو بھی سکتہ ہے
بال کی نوک سے باریک جو یہ رستہ ہے

تھی طلب[1] نفس کی فطری اسے ہوتا جو شعور (۴۳) مضطرب ہوتا بہت درد کا بھی ہوتا وفور
جستجو کرنا تڑپنا ہی یہ کرتا منظور ایسا ہوتا تو یقینی تھا کہ پالیتا نور
لیکن اَسماء کی اُلفت جو ہوئی اسکو حاصل
اس نے سمجھا کہ مسمیٰ کی محبت گئی مِل

[1] بند ۳۷ کی بیت دہراویں:۔

(۴۴) اسی دھوکے میں رہی ساری زمیں کی خلقت — صرف ناموں کی محبت ہے حقیقی اُلفت
کس طرح جانتے وہ غور تو کرلیں حضرت — کہ محبت جو ہے اصلی وہ ہے نورِ قدرت
اس کے مل جانے سے نفسوں پہ جلا ہوتی ہے
یعنی محبوب ہر اک خلقِ خدا ہوتی ہے

(۴۵) فطرتِ نفس ہے جس سے اِسے اُلفت ہوگی — نقل اس کی ہی کروں بس یہی چاہت ہوگی
جو پسند اس کو نہ ہو اس سے بھی نفرت ہوگی — اور محبوب کی مرغوب ہر عادت ہوگی
یہی قرآن نے بتلائی محبت کی شناخت
آیۂ فاتبعونی میں ہے اُلفت کی شناخت

(۴۶) ہم بغیر اس کے سمجھ بیٹھے محبت پالی — اور ہم بن گئے آقا کے مُحِبِّ خیالی
یہ نہ سمجھے کہ محبت کی ہے منزل عالی — یہ تو اک مکر بنا بیٹھا ہے یہ جنجالی
آپ اپنے تئیں دیتا ہے یہ دھوکے ہر دم
اس کی عادت ہے کہ ایسے ہی غلط کرتا ہے غم

(۴۷) اب سنو غور کرو سوچو کہ یہ سب کیا ہے؟ — کیوں نبیؐ بھیجے ہیں اللہ نے مطلب کیا ہے؟
ہوگیا قتل جو فرزندِ نبیؐ تب کیا ہے؟ — ایک مدت ہوئی رونے کا سبب اب کیا ہے؟
کیوں یہ ہر سال عزا اس کی بپا ہوتی ہے؟
کس لئے شاہ پہ مخلوقِ خدا روتی ہے؟

(۴۸) فکر جب تک نہ کریں غور نہ جھتک ہوگا — کون سمجھے گا یہ کس واسطے اسلام آیا
کس لئے آئے نبیؐ دین سے ہوتا ہے کیا — کیا ہیں احکامِ خدا سب یہ نماز و روزہ
بس یہ سمجھے یہ جو دنیا میں نبیؐ آئے تھے
بت پرستی کے مٹانے کے دھنی آئے تھے

(۴۹)
کس لئے درد و الم خلق میں اتنے پائے؟ کبھی سوچا بھی ہے کس واسطے احمدؐ آئے؟
باغ زہراؑ کا لٹا کس لئے رن میں ہائے؟ کس لئے قتل ہوئے بنتِ نبیؐ کے جائے؟
کیوں ہوئے بازوئے عباسؑ قلم دریا پر؟
پس گردن سے کٹا کس لئے مظلومؑ کا سر؟

(۵۰)
کس لئے خوش ہوئی مرنے سے پسر کے کوئی ماں؟ کس لئے ہو گئے انصارِ حسینؑ قرباں؟
آہ! ہمشکلِ نبی کھا گیا سینہ پہ سناں علی اکبرؑ کا لٹا باغِ جوانی جو وہاں
دے گئے ماں کو یہ کیوں داغِ نہانی افسوس؟
کیوں ملی خاک میں اکبرؑ کی جوانی افسوس؟

(۵۱)
لاش ٹکڑے ہوئی اعضا کا عجب حال ہوا کس لئے ابنِ حسن گھوڑوں سے پامال ہوا؟
کس لئے مسلمؑ بیکس کا یہ احوال ہوا؟ عونِ جعفرؑ کا پسر خون میں کیوں لال ہوا؟
کیوں یہ عبداللہ اصغرؑ کے کٹے دونوں ہاتھ؟
کس لئے لاشہ سرور کے کٹے دونوں ہاتھ؟

(۵۲)
تین دن آب و غذا کے لئے ترسے بچے بھوک سے پیاس کیوں کس لئے تڑپے بچے؟
مانگتے گر وہ دُعا پانی ہی برسے بچے پانی کو ڈھونڈتے پھرتے تھے پیاسے بچے
گر دُعا مانگتے فوراً ہی برستا پانی
آتا کوثر سے جو کہہ دیتے کہ آجا پانی

(۵۳)
کس لئے خاک پہ خوں اپنا بہایا، سوچو! کس لئے پیاس کا غم شہ نے اُٹھایا، سوچو!
کیوں حسینؑ ابنِ علیؑ خوں میں نہایا، سوچو! کس لئے شاہ نے دکھ درد اُٹھایا، سوچو!
زخم کیوں سیکڑوں شمشیر و سناں کے کھائے؟
کس لئے قتل ہوئے سارے علیؑ کے جائے؟

کس لئے بنتِ حسینؑ ابنِ علیؑ تڑپی تھی؟ (۵۴) کان زخمی ہوئے کیوں شکرِ خدا کرتی تھی؟
فرقتِ شہ کا الم کس لئے وہ سہتی تھی؟ آہ ہر چند کہ مغموم سدا رہتی تھی
وہ مگر صبر ہی کرتی تھی غمِ فرقت میں
غرق ہر چند کہ تھی شاہ کی وہ اُلفت میں

کس لئے اصغرؑ بے شیر پیاسا تڑپا؟ (۵۵) کس لئے پانی کو معصوم ذرا سا تڑپا؟
باپ کے ہاتھوں پہ افسوس ذرا سا تڑپا حلق نازک پہ لگا تیر تو پیاسا تڑپا
آلِ احمدؐ نے بھلا کس لئے یہ ظلم سہے؟
سب کے پیاروں کے کہو کس لئے یوں خون بہے؟

زینبِ عالیہؑ وہ بنتِ جنابِ زہراؑ (۵۶) آہ مظلومہ کی چھینی گئی کیوں سر سے ردا؟
آہ کلثومؑ نواسیؑ رسولؐ دوسرا سر برہنہ ہوئی کیوں لُٹ گیا زیور اُسکا؟
آہ شہزادیاں کیوں خلق میں مغموم پھریں؟
در بدر کس لئے یوں زینبؑ و کلثومؑ پھریں؟

کس لئے کوفہ میں تشہیر ہوئی آلِ رسولؐ؟ (۵۷) کس لئے قید میں جانا کیا زینبؑ نے قبول؟
ننگے سر کس لئے دربار میں تھی بنتِ بتولؑ؟ خاندانِ نبویؐ کیوں ہوا دنیا میں ملول؟
کس لئے بنتِ علیؑ یوں پھری بازاروں میں؟
سر کھلے کیوں گئی حُکّام کے درباروں میں؟

اس سے مقصد تھا فقط درد کا ہم کو دینا (۵۸) اور حسرت کی ہوا آتشِ غم کو دینا
طاقت و جوش بہت جذبِ الم کو دینا اپنی بربادی کا غم خوب سا ہم کو دینا
اس سے کیا فائدہ تھا اس کو سمجھ کر روؤ!
اختیاری تھی بلا اس کو سمجھ کر روؤ!

کیا ہے اسلام کی تعلیم یہ سمجھو پہلے (۵۹) کس لئے آیا ہے اسلام یہ سوچو پہلے
مقصدِ خالقِ کونین کو سُن لو پہلے کچھ توجہ ذرا اس سمت کو بھی دو پہلے

کتنی اقسام کی خالق نے بنائی مخلوق
کتنی انواع میں تقسیم ہے ساری مخلوق

سارے انواع کو ہیں جانتے سارے انساں (۶۰) کہ جمادات و نباتات ہیں اور ہیں حیواں
سب سے افضل ہے مگر خلقِ خدا میں انساں اس سے بہتر نہ فرشتہ ہے نہ کوئی بنی جاں

ساری خلقت پہ ہیں احکام اسی کے جاری
ہے یہی منزلِ انوارِ جنابِ باری

پر ہر اک نفس نہیں مظہرِ ذاتِ باری (۶۱) جن سے ظاہر ہوں وہ تھوڑے ہیں، صفاتِ باری
حدِ امکان سے باہر ہے مماتِ باری اس میں جو ہوئے فنا پائے حیاتِ باری

جبکہ ایمان ہوا ہر رگ و پے میں ساری
قلب میں ہو یگا اک نور کا دریا جاری

کس کو کہتے ہیں حیاتِ ابدی غور کرو؟ (۶۲) کیا ہے افضالِ جنابِ احدی غور کرو؟
کیا ہے وہ نعمت ربِّ صمدی غور کرو؟ نور کی کیسے بہے دل میں ندی غور کرو؟

تزکیہَ کیا ہے کسے شرکِ جلی کہتے ہیں؟
ہوئے واصل بخدا جو وہ کہاں رہتے ہیں؟

ہے یہی اُن کی زمیں اور یہی اُن کا فلک (۶۳) ہم ہی جیسے ہیں بشر بن نہیں جاتے وہ ملک
اتنا بھی آپ نہ سمجھے ہوں جو اس وقت تلک دیکھ لیتے ہیں جو خود نفس کی آپ اپنے جھلک

وہی بندے تو محبانِ علیؑ ہوتے ہیں
اُن کے مرنے پہ ہی افلاک وزمیں روتے ہیں

بسکہ تفہیم میں ہوجائے گی یہ بات مُعین (۶۴) سوچیں جب رحم میں اک مضغہ ہی ہوتا ہے جنین
اس میں کچھ حس نہیں ساکت ہے نہ سامع نہ مُبین تکۂ لحم ہے ہر شخص یہ کرتا ہے یقین

مثل پتھر کے وہ احساس سے دور ہوتا ہے
اس کو نئے حِس نہ کسی شے کا شعور ہوتا ہے

ہے نباتات کی مانند وہ مضغہ بیجاں (۶۵) ہے نمو اس میں وہ بڑھتا ہے وہیں ہے وہ جہاں
لیک آجاتی ہے جب رحم کے اندر ہی جاں اُس میں حس آتا ہے کہہ سکتے ہیں اسکو حیواں

جب کہ قدرت نے اُسے دہر میں لاکر ڈالا
طائروں کی طرح ماں باپ نے اُس کو پالا

ہے وہ حیواں اسے حاصل نہیں ہے کچھ بھی شعور (۶۶) مثل حیوان کے جذبات کا ہے اس پہ وفور
جتنے جذبات کی تفصیل ہوئی ہے مذکور سب کے سب نفس میں ہوجاتے ہیں موجود ضرور

جب بڑا ہو گیا اک بولتا حیواں ہے وہ
ظاہرا دیکھنے میں صورتِ انساں ہے وہ

کھاتا ہے پیتا ہے، ہنس لیتا ہے اور روتا ہے (۶۷) کھیلتا ہے کبھی غمگیں کبھی خوش ہوتا ہے
سنتا ہے بولتا ہے جاگتا ہے سوتا ہے پر شعور اس کو کسی بات کا کب ہوتا ہے

لاشعوری میں ہی کرتا ہے یہ ساری باتیں
ایسی ہی ہوتی ہیں دنیا میں ہماری باتیں

جب کسی کام کو جی چاہا تو فوراً ہی کیا (۶۸) کچھ نہ سوچا نہ کبھی عقل سے کچھ کام لیا
کیوں کروں اسکو میں کیا فائدہ اس سے ہوگا عقل میں جان بھلا کیسے ہو اس کی پیدا

جب نہ لے کام کبھی عقل سے کیوں روشن ہو
عقل کا بندۂ جذبات نہ کیوں دشمن ہو

ہاں جو سوچیگا تو، یہ کیسے ہو پوری چاہت (۶۹) واہمہ سوچیگی اور عقل پہ ہوگی غفلت
نفس پر جب بھی کسی جذبہ کی ہوگی شدّت اسی خواہش کی بڑی ہوئیگی دل میں زینت

اس کو پورا کروں یہ شوق بڑا ہووے گا
گر نہ ممکن ہوا بستر پہ پڑا رووے گا

الغرض سب ہی سمجھتے رہے خلقت میں سدا (۷۰) منحصر شہوت و جذبہ پہ حیاتِ دنیا
مقصدِ زندگی جذبہ کی تشفّی سمجھا یعنی تسکین ہے جذبات کی مقصد اپنا

'میرے مذہب' کا ہو جذبہ کہ وہ ہو رسم و رواج
پوری ہو جائے وہ کل ہو نہ سکی ہو جو آج

جتنے شہوات کا جذبات کا مذکور ہوا (۷۱) منحصر ان ہی پہ ہے ساری حیاتِ دنیا
نفس کے حکم کی تعمیل ہو بے چون وچرا یہی خواہش ہے یہی ہم سے وہ چاہے گا سدا

غور کی فکر کی دیتا نہیں مہلت ہم کو
عقل سے پوچھ لیں اس کی نہیں فرصت ہم کو

جس کو تم اپنا بنا لو گے مطاعِ مطلق (۷۲) وہی معبود تمہارا ہے یہ فرماتا ہے حق
جس کے خوش کرنے سے ہو دل پہ تمہارے رونق اس کو خوشنود نہ گر کر سکو چہرہ ہو فق

کیسے ہو سکتے ہیں وہ لوگ ہمارے بندے
نہیں میرے وہ ہیں شیطان کے سارے بندے

حق نے فرمایا ہے کیا تو نے ہے اس کو دیکھا (۷۳) بندۂ نفس کہ ہے جس کا اللہ اس کی ہوٰئی[1]
اس کی کس طرح شفاعت تو کریگا بتلا ایسی آیات سے قرآن تو سارا ہے بھرا

کہیں فرمایا بہشت اس کا ٹھکانا ہوگا[2]
نفس کو جس نے کہ جذبات سے روکا ہوگا

۱ - ۲ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں

بندگی سے مری کافر جو[۳] ہیں گہہ فرمایا (۷۴) فائدہ دیتا ہے کچھ ان کو متاعِ دُنیا
مثل چوپاؤں کے وہ کھاتے ہیں پیتے ہیں سدا ایسے[۴] انسان ہیں چوپاؤں سے گمراہ سوا

ترجمہ صاف یہ قرآن کی آیات کا ہے
ہم پہ صادق نہ ہو بس خوف اسی بات کا ہے

اب ذرا سوچو تو افسوس کی جا ہے حضرات (۷۵) فرق انسان میں حیوان میں کیا ہے حضرات
ایک حیوان بھی پابندِ ہوئی ہے حضرات ایسا انسان بھی حیوان کی جا ہے حضرات

جب نہ ہو بندگیٔ نفس سے انسان جُدا
کیسے حیوان سے پھر ہو سکے انسان جُدا

یہی حیوان کی فطرت ہے یہی اسکا چلن (۷۶) اپنے جذبات کی تسکین میں رہتا ہے مگن
مل گیا بھوک میں جو کھا گیا اس کو فوراً اس سے مطلب نہیں وہ کھیت ہو یا ہووے چمن

پیاس میں اس کو جہاں جو بھی ملے پیتا ہے
الغرض شہوت و جذبات پہ ہی جیتا ہے

فرق حیوان میں انسان میں کیا ہے بولو (۷۷) ایسے خاموش ہو کیوں جلد ذرا لب کھولو
آپ ہی عدل کی میزان پہ خود کو تولو اپنا آئینۂ دل دیکھ کے خود ہی رولو

بندۂ شہوت و جذبات فقط ہے حیواں
ہے مگر عقل کے زیور سے مزیّن انساں

---

[۱] افرایت من التخذ الٰهه هواه افانت تکون علیه وکیلا- [۲] ونهی النفس عن الهویٰ فان الجنته هی الماویٰ - [۳] والذین کفرو یتمتعون ویا کلون کما تا کل الا نعام- [۴] ان هم کالا نعام بل هم اضلّ سبیلاه

دیکھ لو بندۂ جذبات ہیں سارے حیواں (۷۸) بہرِ تسکین ہوئی پھرتے ہیں مارے حیواں
سوچ سکتے نہیں بالکل یہ بچارے حیواں باشعوری سے بہت دور ہے کارِ حیواں
آدمی بھی اگر ایسا ہو تو انسان نہیں
یہی فرماتا ہے کیا دیکھتے قرآن نہیں

تم سے کہتی ہے بہ تکرار کتابِ برحق (۷۹) غیر اللہ نہ ہو کوئی مطاعِ مطلق
حکم تم نفس کا مت مانیو باطل ہو کہ حق عقل کے حکم سے ہر کام کی ہووے رونق
بس یہی فرق ہے انسان میں اور حیواں میں
دیکھ لو درج ہے تکرار سے یہ قرآں میں

ہر سکوں اور حرکت جو بھی تمہاری ہووے (۸۰) اپنی خاطر سے نہ ہو میرے لئے ہی ہووے
برتری جبکہ خلائق پہ تجھے دی ہووے غیر میں میرے پڑا پھر بھی ترا جی ہووے
ساری مخلوق پہ تم کو ہی شرف بخشا ہے
اس کے مظہر بنو اللہ کا یہ منشا ہے

بسکہ دشوار ہے ہر شخص کا انساں ہونا (۸۱) فخر ہم لوگوں کو دنیا میں ہے حیواں ہونا
سخت دشوار ہے بس صاحب ایماں ہونا خاک میں نور کا کیسے ہو نمایاں ہونا
کس طرح قید ہوئی اور ہوس سے چھوٹے
آدمی کیسے بھلا نفس کے بس سے چھوٹے

فطرتِ نفس پہ گر غور کرے تب سمجھے (۸۲) گر نہ سوچے نہ کبھی غور کرے کب سمجھے
نہ حدیثوں کا نہ قرآن کا مطلب سمجھے ہائے افسوس کہ سب عمر گئی تب سمجھے
نفس کو جان لیا گر تو خدا کو جانا
اُس کو پہچان لیا گر تو خدا کو جانا

اس کی فطرت ہے کہ جب جوش ہو جذبہ کا سوا (۸۳) اس کی تسکین ہی یہ چاہتا ہے ہم سے سدا
پر بھڑک اُٹھے اگر خوف کا اس میں جذبہ ایسا چُپ ہوتا ہے جیسے نہیں کچھ اس نے کہا
ہو جو اُمید قوی اس پہ تو یہ مرتا ہے
خوف و اُمید میں ہی کام کیا کرتا ہے

اس لئے آئے نبی سارے ڈراتے اس کو (۸۴) منظرِ خوف جہنّم کے دکھاتے اس کو
اور طاعت پہ تھے امید دلاتے اس کو گاہ جنّت کے نظارے تھے سناتے اس کو
راہ اللہ کی سب اس کو بتاتے آئے
بعدِ انذار بشارت بھی سناتے آئے

کہتے تھے سب کہ ہے اللہ تمہارا معبود (۸۵) بس سوا اس کے نہ ہو کوئی تمہارا مسجود
وہی خالق وہی رازق ہے وہی ہے محمود سب یہی کہتے رہے نوحؑ کہ ایوبؑ کہ ہودؑ
دُکھ سہے ظلم سہے، سہ لی مصیبت کیسی
سب ہمارے لئے تھی ہم سے محبت کیسی

تھے وہی خلق میں اللہ کے پیارے بندے (۸۶) ہیں بہت ہم کو بھی محبوب وہ سارے بندے
سر پہ لے لیتے تھے وہ ظلم کے آرے بندے رہے عصیان سے بالکل وہ کنارے بندے
پاک ہیں رجس سے ان سب پہ ہو صلوٰۃ مدام
پہنچے سب خلق کی جانب سے درود اور سلام

کیا سمجھتے ہو بھلا کس لئے آئے تھے نبیؑ (۸۷) راہ معبود کی ان سب نے دکھائی کیسی
ان کا مطلب تھا ہو اوّل تو فنا شرکِ جلی پھر مٹے بندگیِ نفس جو ہے شرکِ خفی
ساری مخلوق کے نفسوں کی طہارت ہوجائے
تزکیۂ نفس کا ہو دُور نجاست ہوجائے

سب نے بتلایا کہ ہر وقت کرو ذکرِ خدا (۸۸) تا کہ مل جائے تمہیں حُبِّ علیؑ اعلیٰ
اس میں مانع جو ہوا کرتے ہیں شہوات و ہوئ ان کی اصلاح کو بتلایا نماز و روزہ

خوف و لالچ میں نمازیں پڑھیں روزے رکھیں
نفس میں آئے شعور اس کی یہ لذت چکھیں

ہائے افسوس کہ مخلوق ہے سب حق سے دور (۸۹) روز سنتے ہیں سمجھتے نہیں پر کیا ہے شعور
مِنمِناتے تو ہیں قرآن کو سب روز ضرور کبھی اک لفظ بھی سمجھا ذرا بتلائیں حضور

تیز پڑھتے ہیں بہت یاد جو سب ازبر ہے
کیا سمجھ رکھا ہے اس کو کوئی چھومنتر ہے

اس کے پڑھنے کے لئے حکم بہ تکرار ہے کیوں؟ (۹۰) اور تکرار سے پڑھنے پہ یہ اصرار ہے کیوں؟
ہر مسلمان پہ ڈالا گیا یہ بار ہے کیوں؟ آپ لوگوں کے گلے کا یہ بنا ہار ہے کیوں؟

لا شعوری میں سدا نفس بہا جاتا ہے
صرف تکرار سے ہی اس کو شعور آتا ہے

جب نہ سمجھے گا کوئی ہوتی ہے کیا چیز شعور (۹۱) خاک سمجھیگا یہ فرماتا ہے کیا ربِّ غفور
مَس نہ ہو اس سے کسی کو وہ ہو نزدیک کہ دور رجس[1] سے پاک نہ جب تک ہو نہ حاصل ہو شعور

کس کو کہتے ہیں شعور اب یہ بتا دیں سب کو
راہ باریک جو ہے آج دکھا دیں سب کو

سنئے جب لفظ میں معنی نہ ہوں ہووے مہمل (۹۲) جس طرح مُنہ سے کہے کوئی فقط بھَگ بھَل
باطنِ نفس میں ہویگا نہ کچھ اس کا عمل پڑے اس کان میں اور دوسرے سے جائے نِکل

نقشِ تحریر تو خواندہ پہ عیاں ہوئے گا
پر اثر نفس پہ جاہل کے کہاں ہوئے گا

[1] لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

'کاغذی لیمو' جو ہو لب پہ کسی کے جاری (۹۳) اس کے سننے سے ہو کیفیتِ نفسی طاری
لیک ممکن نہیں ہو ویسی ہی بالکل ساری جس طرح دیکھنے سے نفس میں ہووے ساری
اور چکھنے سے جو ہو، دیکھنے سے کب ہوگی
چکھتے ہوں کام و دہن وہ تو فقط تب ہوگی

بات ہے غور طلب سننے سے چلتا نہیں کام (۹۴) چاہئے جو بھی سنے، غور کرے اس پہ مدام
لفظِ تمثیل کے سننے سے ہوا کیا انجام نفس میں کوئی نمایاں ہوئی تصویر کہ نام
لفظ کے سنتے ہی ہر شخص اثر لیتا ہے
پر وہ باطن کی نہیں کچھ بھی خبر لیتا ہے

چاہئے سب کو کہ جس وقت سنیں یہ مذکور (۹۵) لفظ تمثیل کا دہرائیں رکھیں دھیان ضرور
نفس کے سامنے پھر پیش کریں اس کو حضور پوچھ لیں اس سے کہ بتلا ہوا کچھ تجھکو سرور
کوئی نقشہ کوئی تحریر بنائی تو نے
اپنے اندر کوئی تصویر بنائی تو نے

گر کریں گے یہ عمل صاف یہ ہوگا معلوم (۹۶) نفس پر کیف ہوا کرتا ہے طاری بہ عموم
اک تصاویر کا ہو جاتا ہے اس وقت ہجوم ایک لمحہ میں وہ ہو جاتی ہیں بالکل معدوم
پھر وہی لفظ کہیں وہ ہی پلٹ کر آوے
اور تمثیل سناتا ہوں کہ غفلت جاوے

کسی جلسے میں کہے کوئی جو 'سیبِ کشمیر' (۹۷) ہوئیں دس بارہ نفر سارے صغیر اور کبیر
نفس پر جلسہ میں ہر شخص کے ہوگی تاثیر پوچھو ہر شخص سے بتلاؤ بنی کیا تصویر
گر نہ پوچھیں تو کبھی کوئی نہ کچھ غور کرے
کہ کوئی کیف بھی ہے نفس پہ طاری میرے

کیفیت نفس پہ سننے سے جو ہوگی طاری (۹۸) اس پہ جو غور کرے سوچ کے باری باری
وہی سمجھیگا کہ ہاں نفس میں کچھ ہے ساری کچھ لیا اس نے اثر کیف ہوا کچھ طاری
ورنہ مفہوم فقط بولنے کو سُن لے گا
کیف طاری ہوا اس کو نہ کبھی سمجھے گا

سامعین اب بھی یہ سمجھے اسے کہتے ہیں شعور (۹۹) رہتا ہے نفس پہ انسان کے غفلت کا وفور
لاشعوری میں رہا کرتا ہے یہ نفس حضور غور کرتا نہیں سُن لیتا ہے ہو نار کہ نور
کیفِ باطن کا پتہ اس کو نہیں چلتا ہے
بس اسی طرح سے غفلت میں سدا پلتا ہے

ایک جلسہ کا ابھی میں نے کیا ہے مذکور (۱۰۰) 'سیب کشمیر' جو ہر اک کو سنائیں گے حضور
اِک اثر ہویگا نفسوں پہ سبھی کے مستور جس سے پوچھیں گے اثر غور کریگا وہ ضرور
غور کرتے ہی کہے گا بڑی باریک ہے بات
ہاں اثر خوب ہوا، سچ ہے بہت ٹھیک ہے بات

پر اثر نفس پہ ہر اک کے نہ ہوگا یکساں (۱۰۱) نفس پر اک کے فقط سیب کی صورت ہو عیاں
کسی کو آئیگا گودہ کا بھی چھلکے کا بھی دھیاں لذّتِ ذائقہ کا ساتھ کرے کوئی گماں
مختلف اتنے ہی ہر اک کے منازل ہونگے
جس قدر پائے ہوئے تربیّت دل ہونگے

سیب گر کھائے ہوں در عہدِ جوانی یا شیب (۱۰۲) اور بھرے ہوں جو کبھی سیب سے داماں یا جیب
سیب کی خوبیاں جتنی بھی سنی ہوں یا عیب نفس پر آئینگی سب ایکدفعہ ہی لاریب
سب کو محسوس اگر کرلے تو ہے تام شعور
لیک محسوس نہ جس نے کیا ہے خام شعور

کرتا رہتا ہو سفر جو کوئی نزدیک و دُور (۱۰۳) جس نے کشمیر میں دیکھا ہو بہاروں کا وفور
یاد آجائیں گے منظر اسے سارے وہ ضرور اور محسوس کرے نفس میں ہلکا سا سُرور

جان لے سب کو تو بس خوب سرور آئیگا
سیرِ کشمیر کا جلسہ میں مزہ پائیگا

لیکن اس سے کہیں آگے ہے وہ کامل منزل (۱۰۴) کہ کبھی واقعے بس ایک دفعہ جان لے دل
خواہ قصے ہوں وہ یا واقعے، علم کامل دیکھنے سننے کہ چکھنے سے ہوا ہو حاصل

صرف کامل ہے وہی نام کوئی جب سُن پائے
گویا اب دیکھ رہا ہے سبھی واضح ہو جائے

ختم کس طرح سے کرتے تھے علیؑ بتلاؤں (۱۰۵) سارا قرآن رکابوں میں جو رکھتے پاؤں
اب بھی دیکھا کہ کسی اور طرح دکھلاؤں اب بھی سمجھے نہ کوئی اس کو میں کیا سمجھاؤں

نفس کو ان کے شعورِ ازلی حاصل تھا
ارے وہ بندۂ معبود بڑا کامل تھا

فطرتِ نفس کا قانون یہی ہے مستور (۱۰۶) کہ اسی چیز کا حاصل اسے ہوتا ہے شعور
جس کو دیکھا، چکھا، سونگھا ہو چھوا ہوئے ضرور اس کو سمجھے گا یہ جب ہوئے گا اسکا مذکور

جس میں یہ کچھ بھی نہ ہو اس کو جو سُن پائیگا
لاشعوری میں اُسے سُن کے اُڑا جائیگا !

غور تو کیجئے کھائی ہو نہ جس نے کوئی چیز (۱۰۷) اس کے سمجھانے کی کوشش کریں احباب وعزیز
لذّتِ ذائقہ اس کی نہ کرے گا وہ تمیز ہے اسی طرح سے احساس سے باہر جو چیز

اس کا لفاظ میں کس طرح بیاں ممکن ہے
غیب کا کیسے کہو ہونا عیاں ممکن ہے

اب سمجھ لیجئے ہیں غیب کی جتنی اشیاءٔ (۱۰۸) اس میں جنت ہو کہ دوزخ ہو و یا روح و خدا
حُور و غلمانُ و مَلَک ہو ویں و یا ہو طوبیٰ عرش و کرسیٔ و فلک یا کہ درختِ سدرۃ

ان کی تفصیل نبیؐ کس طرح واضح کرتے
غیب کو کیسے وہ الفاظ کے اندر بھرتے

کہاں ممکن ہے حقیقت کا عیاں کر دینا (۱۰۹) یعنی ان چیزوں کا لفظوں میں بیاں کر دینا
لابدی ہے انھیں پردوں میں نہاں کر دینا بسکہ توضیح کا ممکن ہے کہاں کر دینا

ان کو سمجھے گا وہی جس کو شعور آئے گا
نفس جب پاک ہوا خود ہی سمجھ جائے گا

ہم سمجھ بیٹھے اسی کو کہ حقیقت ہے یہ (۱۱۰) غور مطلق نہ کیا صرف شریعت ہے یہ
غیب کو جاننے کی ایک طریقت ہے یہ تا کہ پہچان لو حق اس کی مشیت ہے یہ

ظاہرا مان لیا جس نے مُسلمان ہوا
جب حقیقت کُھلی تب صاحبِ ایمان ہوا

بسکہ مومن میں منافق میں ہے اتنا ہی فرق (۱۱۱) اُس کو ہوتا ہے شعور اور یہ غفلت میں غرق
اُس کو احساس ہو جس دم کہے اے خالقِ برق پر منافق نہ اثر لے جو سنے غرب کہ شرق

اسم اللہ سے مومن تو لرز جاتا ہے
دل منافق کا نہیں کچھ بھی اثر پاتا ہے

یہی ایمان[1] کی بتلائی ہے ادنیٰ منزل (۱۱۲) مومنوں میں نہیں ممکن کہ وہ ہووے شامل
اسم اللہ سے جس کا نہ لرز جائے دل انما حصر کا کلمہ بھی ہے اس پر داخل

قول قرآن کا ہم نے نہ کبھی دھیان کیا
سُن کے لفظوں کو فقط دعویٰ ایمان کیا

نفس نے دعویٰ ایمان کو ایماں سمجھا (۱۱۳) اس کو محبوب نہایت بدل و جاں سمجھا
کیسا دھوکہ ہوا الفاظ کو قرآں سمجھا اصل مفہوم نہ مطلق کبھی انساں سمجھا

کیا ہوتا جو تفکر تو حقیقت پاتا
خود سمجھ لیتا تو اوروں کو وہی سمجھاتا

عادتِ نفس ہے اور فطرت اللہ ہے یہ (۱۱۴) شک نہیں اس میں ذرا راستی واللہ ہے یہ
خودی روشن صفتِ مہر و یا ماہ ہے یہ بات ڈالی ہوئی اس نفس میں کیا واہ ہے یہ

غیب کی چیز کو تکرار سے گر یاد کرے
خانۂ دل کو ہمیشہ وہی آباد کرے

بس اسی طرح سے جب ذکر کی ہوگی تکرار (۱۱۵) بڑھتا جائیگا اسی یاد سے پھر اس کو پیار
نفس کریگا یقیں پھر نہ کرے گا انکار اور اسی طرح سے ہوگا اسے حاصل احضار

پردے غفلت کے جو ہیں سارے اُلٹ جائینگے
لاشعوری کے حجاب آپ ہی پھٹ جائینگے

---

[1] انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ و جلت قلوبھم

قطرتِ نفس کو سارے یہ نبی جانتے تھے (۱۱۶) اس کی عادت کو بھی خوب ہی پہچانتے تھے
بندہ جذبات کا رہتا ہے سدا مانتے تھے اسکی اصلاح کی نیت ہی وہ سب ٹھانتے تھے

یوں تو لوگوں سے ملے اور جلے رہتے تھے
تزکیہ خلق کا کرنے پہ تلے رہتے تھے

ازپئے قطع ہوئی سب نے رکھایا روزہ (۱۱۷) کثرتِ ذکر کی خاطر ہی سکھایا روزہ
اور شہوت کے مٹانے کو بتایا روزہ نفس نے رسم ہی مذہب کی بنایا روزہ

فائدہ کچھ نہ لیا روزہ سے افسوس اس نے
نور روزے سے بتاؤ کیا حاصل کس نے

اور یکسوئیِ ذہنی کو سکھائی تھی نماز (۱۱۸) ببرِ تقسیمِ توجہّ ہی بتائی تھی نماز
نور حاصل کریں اس واسطے آئی تھی نماز بس اسی واسطے اللہ کو بھائی تھی نماز

جبکہ دس سمت توجہّ کی اسے عادت ہو
کارِ دنیا بھی کرے حق سے نہ پرُ غفلت ہو

بڑی مشکل سے نمازوں کی جو عادت ڈالی (۱۱۹) مذہبی رسم سمجھ بیٹھا اسے جنجالی
اُٹھا بیٹھی ہی رہی ایک عبادت خیالی روح جاتی رہی اور رہ گیا ڈھانچہ خالی

نفسِ مخلوق نے کچھ اس سے بھی لیکر نہ دیا
بول اُٹھا پاک نمازوں سے مجھے کر نہ لیا

سخت مشکل ہے نمازوں میں توجہّ ہونا (۱۲۰) سینہ پر سل ہے نمازوں میں توجہّ ہونا
بڑی منزل ہے نمازوں میں توجہّ ہونا نشترِ دل ہے نمازوں میں توجہّ ہونا

عادتِ نفس جو نشہ کی طرح ہوتی ہے
وقت پر مانگتا ہے بس وہ ادا ہوتی ہے

بلکہ روزے کو بھی اک رسم بنایا ہم نے (۱۲۱) نہ ہی شہوات نہ جذبات کو روکا ہم نے
کھانا پینا ہو کہ صحبت یہی سمجھا ہم نے تین باتوں کا ہے روزہ یہی جانا ہم نے

ذکر اللہ کا روزے میں نہ جاری رکھا
قطعِ جذبات کا ہم نے نہ کبھی دھیان کیا

اس لئے روزے بھی بیکار ہی کھوئے ہم نے (۱۲۲) وہ تو روزے نہ رہے بن گئے خالی فاقے
اور افطاریاں بھی کھائیں مزے لے لیکے نفس کو خوب زیادہ ہوا حظ روزے سے

رسم مذہب کی ادا کرنیکا اک حظ[۱] پایا
خوب کھانے کو ملا اور بھی رنگت لایا

شوق گر ہوتا تو کچھ صوم سے کرتے حاصل (۱۲۳) اس طرح کرتے نہ ہم روزوں کو اپنے باطل
ہائے افسوس کہ ہم کیسے بنے تھے جاہل مفت فاقے بھی کیے اور نہ ہوا کچھ حاصل

سیکڑوں ایسے بھی ہیں بات نہیں مانتے ہیں
کہیں روزے سے بچیں دل میں یہی ٹھانتے ہیں

نفس انسان یہ احکام بھلا کب مانے (۱۲۴) کیسی جنت کہاں دوزخ ہے اُسے کیا جانے
بات واعظ کی وہ کس واسطے کہئے مانے کیوں سنے جنت و دوزخ کے بھلا افسانے

اور اگر سُن بھی لیا سُن کے وہیں ٹال دیا
اُٹھ کے جب وعظ سے آیا تو نہ کچھ خیال کیا

---

[۱] ۔ روزوں کے ادا ہونے سے نفسوں میں بہت سرور پیدا ہوتا ہے کہتا ہے الحمدللہ آج اتنے روزے ہوگئے۔

الغرض جبکہ نہ حاصل کیا بندوں نے شعور (۱۲۵) رحمتِ ایزدِ باری کا ہوا اور وفور
پردۂ قدس میں رکھا جو ہوا تھا مستور بہرِ تطہیرِ جہاں بھیجدیا اپنا وہ نور

شان معبود کی دکھلانے کو احمدؐ آئے
وصلِ محمود سکھانے کو محمدؐ آئے

وہی پیغام وہ مخلوق کو لے کر آیا (۱۲۶) بارہا خلق میں ہر ایک نبی جو لایا
نہ کرو بندگیٔ غیر یہی سکھلایا ایک معبود پہ ایمان رکھو بتلایا

سوچو اور غور کرو سمجھو نہ حیوان بنو
بلکہ تم اشرفِ مخلوق ہو انسان بنو

غور سے سُن لو اسی واسطے آئے تھے رسولؐ (۱۲۷) یہی کہتے تھے علیؑ اور یہی کہتی تھیں بتولؑ
ایک لمحہ نہ کرو بندگیٔ نفس قبول یہی فرماتے رہے خلق سے سب آلِ رسولؐ

جیسے ہم کام کریں، ویسے ہی تم کام کرو
اور بلند اس طرح اللہ کا تم نام کرو

فطرتِ نفس کو وہ اچھی طرح جانتے تھے (۱۲۸) اس کی سب حرکتیں سب عادتیں پہچانتے تھے
قید سے بھاگتا ہے نفس اِسے مانتے تھے لاشعوری میں سدا رہتا ہے یہ جانتے تھے

یہ توجہ نہ ارادہ سے کبھی کرتا ہے
لاشعوری کے نشہ پر ہی سدا مرتا ہے

جانتے تھے یہ کھنچا کرتا ہے بیکس کی طرف (۱۲۹) اور مظلوم کی، مغموم کی، بے بس کی طرف
بے مددگار کی، بے مونس و بیکس کی طرف خود بخود آپ ہی کھنچ جاتا ہے بے بس کی طرف

اس لئے واسطہ تطہیر کا پیدا کر دیں
خلق کو تزکیۂ نفس پہ شیدا کر دیں

دل پہ سُن لیجئے چھا جاتا ہے جب ابرِ الم (۱۳۰) دل تڑپتا ہے بہت ہوتی ہیں آنکھیں پُرنم
ٹیس رہ رہ کے جو اٹھتی ہے جگر میں پیہم نوکِ نشتر سے نہیں ہوتی ہے دل پر کچھ کم
نفس بے چین دل ہر وقت پھٹا جاتا ہے
اِسی حالت سے تو انساں کو شعور آتا ہے

اس لئے پہلے تو خود آپ سہے رنج والم (۱۳۱) تاکہ لوگوں کے دلوں میں جو اُٹھے لہرِ غم
جوش جذبات کا مغلوب ہو سمجھیں اُسدم قول میں اپنے یہ سچا ہے نبیؐ حق کی قسم
تھا مگر چونکہ ابد تک انھیں رکھنا اسلام
اس لئے کر گئے وہ اس سے بہت زیادہ کام

جانتے تھے جونہی ہوتا ہے پرانا مذہب (۱۳۲) لاشعوری میں وہ آ جاتا ہے سارا مذہب
روح مٹ جاتی ہے، رہ جاتا ہے ڈھانچا مذہب بسکہ ہوجاتا ہے سب کا وہ ''ہمارا مذہب''
رسم رہ جاتی ہے اور خاک میں وہ رلتا ہے
تزکیہ اس سے کسی کو بھی نہیں ملتا ہے

اس لئے فکر تھی کچھ درد کا سامان کروں (۱۳۳) دل میں لوگوں کے غم و رنج کو مہمان کروں
اپنے سب کنبہ کو مخلوق پہ قربان کروں بخششِ اُمّتِ عاصی کا یہ سامان کروں
دلِ مخلوق میں کچھ درد و تڑپ بھی بھر دُوں
نفس کے تزکیہ کا خوب سا ساماں کر دُوں

ایک دن چھوٹے نواسے کو بلایا نزدیک (۱۳۴) اور فرمایا کہ پیارے ذرا آجا نزدیک
چاہتا ہوں کہ خدا سے ہو ذرا سا نزدیک عبد معبود سے ہو جائے ذرا سا نزدیک
غم سے پردے بھی غفلت کے پھٹا کرتے ہیں
لاشعوری کے حجاب اس سے ہٹا کرتے ہیں

سُن لے نانا کا سُخن اے مرے محبوب حسینؑ (۱۳۵) مجھ کو سب خلق میں تو ہی تو ہے مرغوب حسینؑ
تجھ کو کاندھے پہ چڑھایا مرے مطلوب حسینؑ ظلم سہنا بہت اے صبر کے ایوب حسینؑ

درد و غم ڈالنا اُمّت کے دلوں میں بیٹا
ہے یہی تیری شفاعت کا طریقہ بیٹا

میری بیٹی کے پسر تجھ پہ یہ نانا قرباں (۱۳۶) میری اُمّت کی ہدایت کا کروگے ساماں
گھر لٹا دیجیو اُمّت کے لئے بیٹا ہاں سخت سے سخت مصائب کا بنانا ساماں

سارا کنبہ بھی جو برباد تمھارا ہو جائے
درد ہو، بخششِ اُمّت کا سہارا ہوجائے

کیجیو بیٹوں کو اُمّت سے نہ پیارا بیٹا (۱۳۷) رکھیو ہر وقت ذرا دھیان ہمارا بیٹا
زخموں سے چُور تڑپتا ہو تمہارا بیٹا کیجیو صبر سے تم خوب نظارا بیٹا

اپنا گھر سب مری اُمّت پہ ہی قربان کرو
درد دل دینے کا جو ہو سکے سامان کرو

ننھے بچّوں کا بہت ہوتا ہے صدمہ دلگیر (۱۳۸) ہاتھوں پر رکھ کے تم اصغرؑ کو بھی کھلوائیو تیر
مرغِ بسمل کی طرح ہاتھوں پہ تڑپے بے شیر اس سے لگ جائیگا اُمّت کے کلیجہ پہ تیر

اس کو سُن کر تو ہر اک قلب اثر لے لے گا
ہو گا کیسا ہی شقی رنج مگر لے لے گا

دیکھو ایسا نہ ہو کنبہ کو نہ قربان کرو (۱۳۹) درد دل دینے کا اُمّت کے نہ سامان کرو
میرے پیارے یہی بس نانا پہ احسان کرو بچّے بچّے کو کرو نذر نہ کچھ دھیان کرو

درد و غم ہی سے تو اُمّت کی نجات ہوئیگی
حشر تک خلق میں مخلوق تمھیں روئیگی

یاد رکھنا ذرا نانا کا کہا اے پیارے (۱۴۰) ایسا ساماں کرو دل درد سے بھر دو سارے
خیمے جلتے ہوں پھریں بھاگے حرم بیچارے   شمر ملعون سکینہؑ کو طمانچے مارے

چادریں سر پہ نہوں بیبیاں مغموم پھریں
سر کھلے بلوہ میں پھر زینبؑ و کلثومؑ پھریں

درد جب دل پہ ہوا سارے مٹیں گے جذبات (۱۴۱) رات دن تڑپیں گے دل اور کھینچیگے ہیہات
ہائے دلبندِ نبیؐ تجھ پہ یہ ہوئیں آفات   اور ہم تجھ پہ نہ قرباں کریں اپنے جذبات

لطف کیا زیست کا دنیا میں ہمیں رہ جائے
جب ہمارے لئے تو ایسی بلا سہ جائے

تڑپیگے رات کو اور چین نہ ہو گا دن کو (۱۴۲) نور مل جائیگا ہوگی تڑپ یہ جن کو
اور مل جائے گی بس تیری محبت اُن کو   پھر تو حُب ہوگی اللہ کی ہر مومن کو

پھر ترا شکر ادا دل سے کریں گے سارے
کریں گے رحمتِ باری کے وہ یوں نظارے

دیکھو کتنا بڑا مولا نے یہ احسان کیا (۱۴۳) یعنی غفلت کے مٹا دینے کا سامان کیا
الم و درد سے مملوّ دلِ اِنسان کیا   اب بھی سمجھے کہ شفاعت کا یہ سامان کیا

اس طرح واسطہ تطہیر کا ہوتا ہے حسینؑ
اس طرح نفس سے ہر رجس کو دھوتا ہے حسینؑ

اس پہ رونے سے یونہی ہوتا ہے جنت کا وُجوب (۱۴۴) جب سنا قتل ہوا پیارے نبیؐ کا محبوب
دل کو ہوتی ہے تڑپ رنج والم ہوتا ہے خوب   ساری دنیا میں نہیں رہتی کوئی شے مرغوب

ہر گھڑی دل میں تڑپ اور کسک ہوتی ہے
آنکھ سے ہر گھڑی اشکوں کی ندی بہتی ہے

ایک عرصہ جو رہے دل پہ الم ہی چھایا (۱۴۵) بسکہ پڑ جاتا ہے رحمت کا اسی پر سایا
نفس پر جب کوئی خواہش کوئی جذبہ آیا عقل نے روک دیا اس کو وہیں سمجھایا

تیرا مولاً تو یہ کچھ ظلم اُٹھائے افسوس
اور تو اپنی شفاعت نہ کرائے افسوس

واہ کیا کام کیا میں ترے قربان حسینؑ (۱۴۶) کر گیا بخششِ اُمّت کا تو سامان حسینؑ
بھانجے، بیٹے، بھتیجے کئے قربان حسینؑ پیاس کے مارے ہوئے درد کے درمان حسینؑ

تو نے کچھ بھی نہ کیا ہم سے پیارا مولاً
بن گیا بخششِ اُمّت کا سہارا مولاً

خاکِ در ہیں تری درگاہ کے چودہ یہ طبق (۱۴۷) تو نے صحرائے بلا میں وہ اگا دی رونق
دیکھ لے گلشنِ جنت بھی تو ہووے مُنہ فق ذرّے ذرّے سے صدا آنے لگی حق حق حق

خاکِ در عقل کی میزاں پہ جو تیری تولیں
کوئی معبود نہیں خاک کے ذرّے بولیں

دینِ حق کی ہے بنا لا اِلٰہ اِلّا اللہ (۱۴۸) اور سب کلمہ کی بنیاد فقط لا اِلٰہ
جب نہ ہو غیر کے انکار سے بندہ آگاہ اس سے ممکن ہے کہاں کیسے کہے اِلّا اللہ

لا الٰہ پر ہی ہے اسلام کا سارا کلمہ
اسی بنیاد پہ قائم ہے ہمارا کلمہ

گر نہ ہو رات تو دن کس کو کہے گی مخلوق (۱۴۹) روشنی سے یونہی غفلت میں رہے گی مخلوق
جیسے خس آب پہ ایسے ہی بہے گی مخلوق لاشعوری میں تمام عمر رہے گی مخلوق

گر نہ ہو رات تو پھر دن کو نہ پہچان سکیں
ماہیت نور نہ ظلمت کی کبھی جان سکیں

رُوح پر نفس کا یونہی تو چڑھایا پردہ (۱۵۰) جھوٹے معبود کو یونہی تو بنایا پردہ
نفس کا رُوح سے جس وقت اُٹھایا پردہ بس نظر آگیا جوں ہی کہ ہٹایا پردہ

قلب کی آنکھ کے پردے سے ذرا جوشہ دے
لَن ترانی کے بجائے اَرِنی خود کہہ دے

نور ہی نور نظر کون و مکاں میں آئے (۱۵۱) رحمتِ ایزدِ منان جہاں پر چھائے
ذرّہ ذرّہ کی حقیقت بھی نظر آ جائے واہ کیا کام کیا تو نے علیؑ کے جائے

دے گیا دل کو تڑپ خلق پہ احسان کیا
بخششِ اُمّتِ احمدؐ کا یہ سامان کیا

بند تھیلے میں اگر جسم کسی کا کر دیں (۱۵۲) اور کھلی سمت میں کچھ سوت سے ٹانکے بھر دیں
خوان نعمات کا پھر اس کے برابر دھر دیں عطر سے خوب سا کھانوں کو معطر کر دیں

خوب تڑپیگا تو تھیلے سے نکل آئے گا
خوانِ نعمات سے پر لطف غذا کھائے گا

اس لئے نفس پہ شہوات کا پردہ ڈالا (۱۵۳) اس پہ جذبات و ہویٰ کا ہے لگایا ٹانکا
کرۂ جسم میں پھر باندھ کے اس کو ڈھانپا اپنی نعمات کا اک خوان برابر رکھا

عطر سے خونِ حُسینی کے بسایا اس کو
عطرِ خونِ شہدا خوب لگایا اس کو

تا کہ خوشبو سے جونہی مست ہو نفسِ انساں (۱۵۴) اُن ہی پردوں میں ہو بچین وہ ہے جن میں نہاں
اور جب سمجھے کہ میں تو نہیں مطلق حیواں قیدِ جذبات میں کب تک رہوں پابندِ فغاں

خوب جب تڑپے تو بس چاک وہ پردہ ہو جائے
روشنی نورِ حقیقت کی ہُویدا ہو جائے

اب بھی کچھ سمجھے کہ مظلوم نے کیا کام کیا؟ (۱۵۵) ظلم پر ظلم طلب کیوں سحر و شام کیا؟
کس لئے درد بھرا اپنا یہ انجام کیا؟ اس نے ہر نفسِ مُفصلہ کو ہے یوں رام کیا!

آہ! انسان نہ قربانی کا مقصد سمجھا
دلِ زہراؑ کی نہ ویرانی کا مقصد سمجھا

ہم نے اس کو بھی بنا ڈالا ہمارا 'مذہب' (۱۵۶) ہوتا ہے خلق میں ہر شخص کو پیارا 'مذہب'
لاشعوری میں ہوا مسخ جو سارا 'مذہب' نہ رہا بخششِ عقبیٰ کا سہارا 'مذہب'

قلبِ محزون کو رُو رُو کے عبث شاد کیا
مقصدِ احمدؐ و زہراؑ کو بھی برباد کیا

دردِ دل لینے کا بس ایک ذریعہ تھا حسینؑ (۱۵۷) نفس کو خوب تڑپ دینے کا تھا واسطۂ عین
ہم نے پیدا کیا اس کے ہی ذریعہ سے چین. حظ ہی حاصل کیا رُو رُو کے سنے جُوں جُوں بین

خوب رو لینے کو سمجھے تھے مآلِ مجلس
ہلکا ہو لینے کو سمجھے تھے مآلِ مجلس

اب ذرا غور کریں سارے عزادارِ حسینؑ (۱۵۸) سمجھیں معنیٔ شفاعت کو تو ہوں دل بچین
واسطہ ہونا، شفاعت کے ہوئے معنیٰ عین جو ذریعہ بھی ہو مخلوق و خدا کے مابین

پاک کرنے کا وہ نفسوں کے ذریعہ بن جائے
بس یہی اُس کی شفاعت کا طریقہ بن جائے

سارے قرآن و احادیث میں یہ ہے مذکور (۱۵۹) غیر کا بوجھ[1] اٹھائے کوئی ہے عدل سے دور
کام ایسا نہیں اللہ کو ہرگز منظور عقل میں اپنی مگر ایسا ہی رہتا ہے فتور

بوجھ سب میرے گناہوں کے اٹھائیںگے حسینؑ
اور اس طرح جہنم سے بچائیں گے حسینؑ

کیا ہے بخشش کسے کہتے ہیں شفاعت سمجھا (۱۶۰) ہے وہ مخلوق کے نفسوں کا فقط تزکیہ
یعنی انسان بنا رہتا ہے پابندِ ہوئی لاشعوری کا چڑھا رہتا ہے اس پر پردہ

بس گناہوں کا اثر نفس پہ یہ ہوتا ہے
خوابِ غفلت میں یہ ہر وقت پڑا سوتا ہے

اب سُو نفس پہ جتنی بھی چڑھے گی غفلت (۱۶۱) غیب کی چیزوں سے اتنی ہی بڑھے گی نفرت
اور حقیقت کی طرف ہم کو نہ ہوگی رغبت پھر کہاں ہم کو نظر آئے گی اصلی صورت

اسی حالت میں جو مر جائے وہ بیجان مرے
یا خدا کوئی نہ اس حال پہ انسان مرے

اب کرو غور یہ کہتے ہیں ولیِ داور (۱۶۲) وقت کی اپنے جو حجت کو نہ پہچانے بشر[2]
کفر کی موت مرے جا ئیگا وہ سوئے سقر ہم نے یہ جان لیا ہوگئے بس ہم سربر

صرف کہہ لینے سے ہے وقت کا اپنے وہ امامؑ
ہم نے سمجھا نہ یہ مولائے اُمم کا پیغام

۱۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

۲۔ من لم یعرف امام زمانه فمات میتة جاهلية

ہے حدیثوں میں شفاعت کا جو مذکور ہُوا (۱۶۳) سب تقیہ ہے فقط اس سے یہی مقصد تھا
ہمیں ہو جائے پیارا غمِ شاہ شہدا دل میں خود لے کے تڑپ پاک کریں نفس اپنا

نفس جب پاک ہوا آپ سمجھ لیں گے تمام
کیوں یہ بتلا گئے تھے ہم کو نبیؐ اور امامؑ

اس سے مقصد تھا کہ جب درد بھروگے دل میں (۱۶۴) پھر تڑپ خوب سی ہوئے گی دلِ بسمل میں
درد بھر جائے گا انسان کے آب وگلِ میں ٹوٹ جائیگی وہ ہے نفس بندھا جس غل میں

یعنی پھر اس کو ہراک شے کا شعور آئیگا
سیاہی مٹ جائے گی اور قلب میں نور آئیگا

ہم بھلا ایسے کہاں تھے کہ مصیبت لیتے (۱۶۵) درد و غمِ نفس میں بھر کر یہ سعادت لیتے
دل میں بھر بھر کے تڑپ خوب شفاعت لیتے کرتے ایسا جو عمل نورِ حقیقت لیتے

ہم نے تو درد کے دھونے کا ذریعہ سمجھا
غمِ دنیا کے بھی کھونے کا ذریعہ سمجھا

جھوٹے قصے ہوں کہ افسانے ہوں کچھ غم انگیز (۱۶۶) یا کہ منظرِ سنیما درد بھرا حسرت خیز
سُنے دیکھے کوئی ہندی ہو و یا ہو انگریز دل بھر آئے وہیں ہوں اشکوں سے آنکھیں لبریز

کبھی سوچا بھی ہے' یہ بات کبھی جانی ہے
رونے لگتا ہے یہی فطرتِ انسانی ہے

فطرتِ نفس ہے رونے سے سُرور آتا ہے (۱۶۷) اسی کو ڈھونڈنے مجلس میں ضرور آتا ہے
خوب خوش ہوتا ہے مُطلق نہ شعور آتا ہے رازِ واحد نہ کبھی اس کے حضور آتا ہے

بسکہ غفلت کے ہی بڑھ جاتے ہیں اسپر پردے
لاشعوری کے بھی بڑھ جاتے ہیں اسپر پردے

(۱۶۸) مُیرے مذہب کے بزرگوں کی بھی مدحت سے کبھی
لطف یہ شعر کی لیتا ہے لطافت سے کبھی
مرثیہ خوانوں کی آواز کی عذبت سے کبھی
غیر کی ہجو سے اَغیار پہ لعنت سے کبھی
الغرض اپنے لئے اس نے نجاست بھر لی
عوضِ تزکیہ کچھ اور خباثت بھر لی

(۱۶۹) بسکہ تحصیلِ محبت کے منازل ہیں سخت
گو کہ سب عمر گئی کھو دیا ہے سارا وقت
سوچ لے اب بھی تو اک دم میں پلٹ جائے بخت
خوب ہو اب بھی سمجھ جائے یہ جھوٹا کمبخت
"ہے[1] کریم ابنِ کریم عفوِ خطا کر دے گا"
گُہرِ تزکیہ سے دامنِ دل بھر دے گا

(۱۷۰) ڈھانپ لیگا ہمیں دامانِ ردائے زہراؑ
وقت ہے اب بھی سمجھ لیں کہ نہیں کچھ بگڑا
درد سے بھر دے مرے دل کو شہِؑ کرب وبلا
عجز سے رو کے کریں شاہِؑ شہیداں سے دُعا
شاہؑ کے غم میں اگر چند برس کٹ جائیں
لاشعوری کے جو پردے ہیں وہ سب ہٹ جائیں

(۱۷۱) بُت پرستی سے پرستش سے کسی کی نکلیں
پہلے لازم ہے کہ ہم شرک جلی سے نکلیں
گنڈے تعویز سے ہر پیر و ولی سے نکلیں
ہوئیں احبار کہ رہبان سبھی سے نکلیں
سب کو گر چھوڑ دیا شرکِ جلی سے نکلے
مانا اللہ کو تاریک گلی سے نکلے

[1] میر انیس مرحوم کا مصرعہ ہے

جتنے شہوات کا جذبات کا مذکور ہُوا (۱۷۲) منحصر ان ہی پہ ہے ساری حیات دُنیا
جب نہ ہو بندگیٔ نفس سے انسان جُدا فائدہ پھر اسے اللہ کے ماننے سے کیا؟

لاالٰہ کی ہے بنا اُس سے ہی مانگو پاکی
ان کو کردیگا فنا اُس سے ہی مانگو پاکی

کہو رورو کے کہ ہے ہے مرے مظلوم حسینؑ (۱۷۳) بہرِ تطہیرِ جہاں تو رہا مغموم حسینؑ
دکھ اُٹھائے تُو ہمارے لئے مہموم حسینؑ نام کی تیرے نہ کیوں خلق میں ہو دھوم حسینؑ

تجھ پہ ہو جاؤں میں صدقے مرے پیاسے مَولاؑ
تیرے قربان محمدؐ کے نواسے مَولاؑ

تو نے اکبرؑ سا پسر کر دیا ہم پر قرباں (۱۷۴) چاند سے سینہ کے افسوس ہوئی پار سناں
بخششِ اُمتِ عاصی کا ہی کرتا رہا دھیاں تجھ پہ محبوبِ بلا جان ہو میری قرباں

تو ہمارے لئے دکھ درد میں بھی شاد ہوا
ہائے زہراؑ کا چمن دشت میں برباد ہوا

آہ محبوبِ بلا میں ترے قربان حسینؑ (۱۷۵) خلق پر کر گیا کتنا بڑا احسان حسینؑ
دے گیا درد دلوں کو مرے ذیشان حسینؑ تاکہ مخلوق کو مل جائے کچھ ایمان حسینؑ

نورِ ایمان کی تحصیل کا رستہ کھولا
تزکیہ پانے کی تکمیل کا رستہ کھولا

ہم نے کچھ قدر نہ کی تیری نہ کچھ ہم سمجھے (۱۷۶) نفس کے حظ کو ہی افسوس ترا غم سمجھے
عادتِ نفس کو ہی ہم ترا ماتم سمجھے سچ ہے دنیا میں تری شان بہت کم سمجھے

ڈوبتی کشتیٔ اسلام بچا لی تُو نے
ناؤ جو غرق ہوئی تھی وہ نکالی تُو نے

آہ! ہم تیرے اگر شیعۂ مخلص ہوتے (۱۷۷) رات دن غم میں ترے اشکوں سے مُنہ کو دھوتے
روز و شب صبح و مسا رنج و الم میں روتے نرم بستر پہ یوں چین سے شب کو سوتے
غم میں شہوات و ہوئی آپ ہوا ہو جاتے
بھول کر آپ کو سب تجھ میں فنا ہو جاتے

تجھ سے حُب ہوتی تو سب عبدِ خدا بن جاتے (۱۷۸) خونِ دل لختِ جگر ان کی غذا بن جاتے
بہرِ تطہیر وہ آپ اپنی دوا بن جاتے رفتہ رفتہ سبھی خالق کی رضا بن جاتے
تیری اُلفت کا شہا سب کو صلا مل جاتا
مل گئی ہوتی محبت تو خدا مل جاتا

تو نے مخلوق پہ قربان کیا اپنا سَر (۱۷۹) ایک سر ہی نہیں صدقے کیا اپنا گھر بھر
بہرِ اصلاحِ جہاں دیدیا اکبرؑ سا پسر بھانجے، بھائی، بھتیجے کیے قرباں یکسر
تو نے قربان کیا گھر کا زر و زیور بھی
بہنوں کی بیٹیوں کی کر دی فدا چادر بھی

اتنی قربانیاں تو دے پہ نہوں دل مغموم (۱۸۰) اتنے دکھ درد سہے اور نہ ہوں ہم مہموم
درد دینے کو ہمیں تو بنے ایسا مظلوم آہ اے درد کے خالق تری لوں خاک بھی چوم
ہوتے شیعہ نہ سمجھتے کہ بڑا نام کیا
اس پہ روتے کہ ہمارے لئے یہ کام کیا

بیاہ گر خلق میں بیٹے کا کسی کے ہوتا (۱۸۱) یاد آتا اُسے دن بیاہا علیؑ کا پوتا
غم سے دل لوٹتا اور اشکوں سے منہ کو دھوتا چین سے رات کو ہرگز نہ وہ شیعہ سوتا
کچھ خوشی ہوتی نہ کچھ دھوم دھڑکے ہوتے
جان کر فرض ادا کرتے مگر سب روتے

تُو تو قربان کرے ہم پہ برابر کا پسر (۱۸۲) اور بیٹے کی ولادت پہ یہاں خوش ہو پدر
واہ کیا دوست ہیں جو رکھتے ہیں یہ کرّ و فر اور محبت کا تری کرتے ہیں دعویٰ اس پر

تیری حُب ہوتی ہمیں، خاک پہ بستر ہوتا
ہر گھڑی غم میں ترے تیرا مُحب تو روتا

تو نے میرے لئے کیا ظلم و ستم سہ ڈالے (۱۸۳) مجھ پہ افسوس ہے گر لب پہ نہ ہوئیں نالے
زخمِ دل زخمِ جگر آہ نہ کیوں ہوں آلے تجھ پہ قربان ہوں میں اے مرے اللہ والے

سیاہی قلب کے دھونے کا سہارا کر جائے
کیوں نہ تم پر یہ غلام آج تمہارا مرجائے

اے حسینؑ ابنِ علیؑ اے شہِ دنیا و دیں (۱۸۴) تجھ سے روشن ہے فلک تجھ سے منوّر ہے زمیں
یہی حسرت ہے کہ دامن ترا ہاتھ آئے کہیں بخش دے اپنی محبت مجھے اے قبلۂ دیں

تیری اُلفت میں سدا نالہ و فریاد کروں
نفس کے خانۂ ویران کو آباد کروں

تیرا لاشہ تو رہے خاک پہ بے گور و کفن (۱۸۵) ڈھانپیں ہم قیمتی پوشاک سے حظ کے لئے تن
تیروں سے تیرا تو چھلنی سا بنے سارا بدن اور بازار میں ہم سیر کو نکلیں بن ٹھن

تیرے بیمار کو ہووے نہ دوا کی خواہش
اور ہو ہم کو یہاں عمدہ غذا کی خواہش

تیرے خیمے جلیں اسباب لٹے مال لٹے (۱۸۶) تیرا فرزند بھی بیماری سے بیحال لٹے
پر نہ دل اپنا لٹے دل کا نہ جنجال لٹے مالِ دنیا کو لگے آگ یہ سب مال لٹے

کام کیا کر گئے دنیا میں پیارے مولاؑ
داغ دل دے گئے رونے کو ہمارے مولاؑ

تیری بہنیں تو پھریں بلوہ میں سب ننگے سَر (۱۸۷) اپنی عورات کو محبوب ہو زر اور زیور
بیٹیاں تیری لٹا دیویں سروں کی چادر سر پہ یاں بیٹیوں کے اپنی رہے چادرِ زر
کان کی لَو چرے زخمی تری بالی رووے
پھن کر بُندے مری بیٹی یہاں خوش ہووے

صدقے تجھ پر مری جاں اَے مرے پیارے مولاؑ (۱۸۸) تشنہ لب تُو رہا دریا کے کنارے مولاؑ
سیکڑوں خنجر و نیزے تجھے مارے مولاؑ ہائے میرے لئے یہ ظلم سہارے مولاؑ
ہاتھ کاٹے گئے لاشہ ترا پامال ہوا
ہائے میرے لئے مولاؑ ترا یہ حال ہوا

ہائے میرے لئے بچے ترے پیاسے تڑپے (۱۸۹) ہائے میرے لئے بھوکے وہ نواسے تڑپے
تُو تو یوں خاک پہ احمدؐ کے نواسے تڑپے اور کلیجہ نہ مرا دردِ بلا سے تڑپے
سُن کے زہراؑ کا پسر خاک پہ پیاسا تڑپا
تُف ہے غم سے نہ اگر میرا کلیجہ تڑپا

وائے میرے لئے بہنیں ہوں تری عُریاں سَر (۱۹۰) اور چھنوائے تُو میرے لئے بیٹی کے گُہر
کان سے خون بہے بچی وہ تڑپے مضطر اے سکینہؑ یہ ستم تجھ پہ ہوں میری خاطر
میری خاطر تری گردن میں رسن باندھی جائے
اور میں عیش کروں مینہ پڑے یا آندھی آئے

تُو مرے واسطے بابا سے جُدا ہوجائے (۱۹۱) تُو مرے واسطے گالوں پہ طمانچے کھائے
میرے ہی واسطے تُو قیدِ بلا میں جائے میرے ہی واسطے تُو درد سہے دُکھ پائے
تُو تو میرے لئے بابا کا کٹا سَر دیکھے
تُف ہے بندہ یہ ترا خوشنما منظر دیکھے

اپنے باباؑ سے ذرا میری سفارش کر دیں (۱۹۲) کہ مرے قلب کو بھی درد والم سے بھر دیں
یہ نہیں کہتا کہ دُنیا کا زرو زیور دیں نفس کو پاک مرے شرکِ خفی سے کر دیں

تجھ پہ بنتِ شہ مظلومؑ سدا میرا سلام
اپنے باباؑ کو بھی پہنچا دے ذرا میرا سلام

اب ذرا سُوئے حسینؑ اپنی توجہ کرلو (۱۹۳) اور کہو بہر خدا میری مدد کو پہنچو
نورِ ایمانِ حقیقی کے تمھیں مالک ہو تم نے یہ دُکھ سہے دنیا کو وہی دینے کو

مجھکو بھی کردے عطا نورِ حقیقت مولاؑ
مجھکو بھی بخش دے تُو اپنی محبت مولاؑ

کہو رو رو کے شہ کرب و بلا کے صدقے (۱۹۴) اور گرفتارِ الم شاہِ ہُدا کے صدقے
میں سُرورِ دلِ محبوبِ خدا کے صدقے اور آرام دلِ شیرِ خدا کے صدقے

بی بی زہراؑ کے پیارے ترے صدقے مولاؑ
چاہنے والے ہمارے ترے صدقے مولاؑ

مظہرِ ذات خدا میں ترے قربان حسینؑ (۱۹۵) تُو ہوا ہم پہ فدا میں ترے قربان حسینؑ
عاشقِ رنج و بلا میں ترے قربان حسینؑ ہو گیا حق میں فنا میں ترے قربان حسینؑ

جو یہ سمجھے ہے خدا تجھ سے جُدا مشرک ہے
اور جو کہدے کہ تُو خود ہے خدا مشرک ہے

میرے مظلوم شہا روتا ہے دن رات ادیم (۱۹۶) اور دے دل کو تڑپ اے الف ولام ومیم
نُور کر اس کو عطا جلد رؤف اور رحیم کون ہے خلق میں تجھ جیسا کریم ابنِ کریم

تیرا بندہ تری اُلفت میں فنا ہو جائے
معرفت حق کی شہا اِس کو عطا ہو جائے

سُن لیں دربارِ حسینیؑ کے سبھی درباری (۱۹۷) عقل خاموش ہے کرتی نہیں کچھ بھی یاری
گوشۂ عجز میں جا بیٹھی ہے یہ بے چاری کس طرح کھل گئے اِسرارِ جنابِ باری
کیسے قوت ہوئی پھر نظم میں لکھ دینے کی
مجھ کو قدرت ہی نہ تھی مرثیہ لکھ لینے کی

ہوش قائم نہیں اور فہم کو اک سکتہ ہے (۱۹۸) مثلِ باران کے مضمون چلا آتا ہے
ہاتھ میں میرے قلم خود ہی لکھے جاتا ہے بندہ تو آکہٗ بے جان نظر آتا ہے
صرف دو روز میں مضمون یہ سارا لکھا
بخششِ اُمّتِ عاصی کا سہارا لکھا

کیوں نہ سمجھوں اسے مولائے اُمَم کا پیغام (۱۹۹) کیوں نہ جانوں اُسے منعم کی طرف سے انعام
اس سے مقصود نہ شہرت ہے نہ عزت نے نام درحقیقت ہے یہی خدمتِ مولاؑ کا کام
جس نے اب بھی نہ سُنا پھر تو سزا پائیگا
وارث اس خون کا لینے کو جواب آئے گا

مطلقاً ہوئیں نہ رنجیدہ مری بات سے آپ (۲۰۰) نفس کو پاک کریں شہوت و جذبات سے آپ
دیکھیں چُھٹ جائیں گے پھر ساری خرافات سے آپ اور ہو جائیں گے طاہر بھی نجاسات سے آپ
پھر تو میرے لئے بھی دل سے دعا نکلے گی
ڈھونڈنے آپ کو مرضیٔ خدا نکلے گی!

دیکھیں مجلس میں رہے دھیان کہ کچھ درد بڑھے (۲۰۱) یہی خواہش ہو کہ گرمیٔ دلِ سرد بڑھے
حظ نہ لیں تا کہ یہ زردیٔ رُخِ زرد بڑھے کہیں ایسا نہ ہو عصیان کی اک فرد بڑھے
یہی خواہش ہو کہ دنیا سے تو دل سرد رہے
ایک مجلس سے کئی روز تلک درد رہے

وقت آئیگا کہ پھر درد یہ مٹ جائے گا (۲۰۲) پھر اسی درد میں حد درجہ سرور آئیگا
قلب پھر اُلفتِ شبیرؑ سے بھر جائے گا نفس سے کچھ نہ ڈریں آپ ہی مر جائیگا
بات اس وقت بہت تلخ نظر آئے گی
مان لو گے تو بڑا میٹھا ثمر لائے گی

یہ تو ہے نعمتِ رب دوسرا قدر کرو (۲۰۳) دیکھو ضائع نہ ہو خونِ شہدا قدر کرو
ہے یہ پارس سے بھی اکسیر سوا قدر کرو غمِ مولاؑ سے کرو اپنی دوا قدر کرو
تزکیہ اپنا کرو روح نبیؐ کی خوش ہو
فاطمہؑ خوش ہو علیؑ خوش ہو حسنؑ بھی خوش ہو

چودہ معصوم غرض تم سے ہوں خوشنود بہت (۲۰۴) ہوگا خوش نیمۂ شعبان کا مولودؑ بہت
اس کے خوش ہونے سے خوش ہویگا محمود بہت وہ جو راضی ہوا راضی ہوا معبود بہت
اس کی خوشنودی اگر تم نے ذرا حاصل کی
مل گی رحمتِ رحمٰن رضا حاصل کی

یہ عطائے شہِ والا ہے رہے دھیان حضور (۲۰۵) نام اس مرثیہ کا اس لئے ہے 'مشعلِ نورؔ'
اس سے مولاؑ کو ہماری ہے ہدایت منظور اس لئے اس کی اشاعت کریں نزدیک و دُور
جس قدر ہووے بہ تکرار سناویں سب کو
راستہ نورِ حقیقت کا دکھاویں سب کو

عرض اب خدمت احباب میں کرتا ہے ادیؔم (۲۰۶) کہ یہ عاصی نہ ہے شاعر نہ ہے عالم نہ فہیم
مجھ کو اس فن میں فقط سمجھئے اک نیم حکیم میں نہیں جانتا اس فن کی الف، بے اور جیم
پہلے لکھنا نہ میسّر کبھی اک بند ہُوا
حکم مولاؑ کا جو پہنچا سو قلم بند ہُوا

جانتے اس کو ہیں سب میرے عزیز واحباب (۲۰۷) شاعری کا کبھی دیکھا بھی نہیں میں نے خواب
شعر دس بیس کبھی لکھ لئے با حال خراب سال میں ایک قصیدہ کا بھی ہوگا نہ حساب
میں نہیں جانتا کچھ شاعری کیا ہوتی ہے
کیفیت جذبہ کی کس طرح ادا ہوتی ہے

نہ کبھی علم عروض آج تلک سیکھا ہے (۲۰۸) بندہ خدمت میں نہ استاد کی ہی بیٹھا ہے
یہی کہنا ہے کہ اس فن سے یہ بے بہرہ ہے حضراتِ شعرا سے یہ ادب کہتا ہے
اس کی تصحیح کریں بندہ کا دل شاد کریں
خانۂ دل مرا اس طرح سے آباد کریں

بعدِ اصلاح کریں بندہ کو فوراً تحریر (۲۰۹) یہ غلط لفظ تھے اس شعر میں تھی یہ تقصیر
تا کہ اس جاہل و ناداں پہ کھلے باتفسیر ماہرِ نظم بنا دیتے ہیں کیسی تصویر
تا کہ اشعار کے الفاظ کی ہووے اصلاح
دوسری اس کی طباعت میں ہی ہووے اصلاح

حضراتِ شعرا مرثیہ گویانِ خال (۲۱۰) اُن کی خدمت میں بصد عجز یہ کرتا ہوں سوال
کہ اب آئندہ لکھیں مرثیہ جو اہل کمال نفس کے حظ کے لئے اس میں نہ ہو کچھ احوال
جیسے امیس اُٹھا ایسے ہی اُٹھا دیں پردہ
غیب کے راز سے بس صاف ہٹا دیں پردہ

آخری عرض یہ کرتا ہے ادیمِ مسکیں (۲۱۱) کہ دعا کرتا ہوں اب آپ بھی کہئے آمیں
خالقِ ارض وسما فاطرِ افلاک و زمیں تجھ پہ کونین میں ذرہ کوئی پوشیدہ نہیں
تُو تو خالق ہے ہر اک نفس کو پہچانتا ہے
ہو خفی یا کہ جلی تُو تو سبھی جانتا ہے

حال نفسوں کا ہمارے نہیں تجھ سے مخفی (۲۱۲) تُو تو ہے واقفِ اسرارِ خفی اور جلی
بہرِ حسنینؑ و محمدؐ پئے زہراؑ و علیؑ بہرِ قدوسیتِ عترت و آلِ نبویؐ

عملِ خیر کی کر دے ہمیں توفیق عطا
پاک کر کے ہمیں خدمت میں ولیؑ کی پہنچا

